کربلا کی یادگار پیاس

آیۃ اللہ العظمیٰ سید العلماء سید علی نقی نقوی طاب ثراہ

کربلا یا زمین کرب و بلا پر شہید راہ حق حضرت امام حسینؑ نے جو مصائب برداشت کئے وہ تاریخ انسانی میں اپنی آپ نظیر ہیں۔ فرزند رسولؐ نے حفاظت اسلام کے لئے جن مظالم کا مقابلہ کیا ان کا تصوّر بھی انسان کے لرزہ اندام کرنے کے لئے کافی ہے۔

ان تمام مصائب کے دفیعہ پر قدرت کے باوجود صرف اصول کی خاطر، صرف حق کی حفاظت کے لئے، صرف دین خدا کے قائم رکھنے کی غرض سے اٹھانا اور ایک لمحہ کے لئے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دینا، صرف حسینؑ کا کام تھا۔ زیرتحریر سطور میں صرف ایک مصیبت کا تذکرہ مقصود ہے جو مصائب مظلوم کربلاؑ میں ایک خاص نمایاں حیثیت رکھتی ہے، اور وہ ''پیاس'' ہے۔ خود اپنی پیاس، پھر اصحاب و انصارؓ کی پیاس، اور پھر اعزہؑ و اقرباؑ کی پیاس اور پھر چھوٹے چھوٹے بچّوں کی پیاس، یہ وہ مصیبت تھی جسے حضرت امام حسینؑ کے مصائب میں ہمیشہ ایک نمایاں حیثیت حاصل رہی، اور اس وقت بھی متفقہ طور پر حاصل ہے۔

(۱)

حضرت امام حسینؑ پر پانی بند کئے جانے کی پیش بندی اسی وقت ہوئی کہ جب دوسری محرم کو ابن زیاد کا قاصد حر کے پاس پہنچا اس مضمون کا خط لے کر کہ لازم ہے کہ جہاں پر تم کو یہ خط پہنچے وہیں پر حسینؑ کو آگے بڑھنے سے روک دو، اور انہیں ایسی جگہ قیام کرنے پر مجبور کرو جہاں آب و گیاہ موجود نہ ہو اور نہ کوئی قلعہ جائے پناہ ہو۔ اس کا نتیجہ تھا کہ حر سدّ راہ ہوا اور جب امامؑ نے فرمایا کہ ہم کو ذرا آگے بڑھ کر اس قریہ میں قیام کرنے دو جس کا نام ''غاضریہ'' ہے یا اس دوسرے قریہ میں جس کا نام شفیہ ہے تو حُر نے کہا کہ مجھے اس کا اختیار نہیں ہے۔ مجھے تو حکم ہے کہ میں آپ کو ایسے چٹیل میدان میں اتاروں جہاں آب و گیاہ نہ ہو۔ مظلوم کربلاؑ آخر کربلا میں قیام کرنے پر مجبور ہو گئے۔

(الاخبار الطوال، ص ۲۴۹)

(۲)

حضرت امام حسین علیہ السّلام کے خیام کو نہر سے دور برپا کرانے کی کوشش جس منصوبہ کی تکمیل کے لئے تھی وہ ساتویں محرم کو پورا کر دیا گیا، جب ابن زیاد کا خط عمر سعد کے پاس آیا کہ امام حسینؑ پر پانی بند کر دو۔ اور ایک قطرہ ان تک پہنچنے نہ پائے۔ ابوحنیفہ دینوری نے لکھا ہے: **وَذَالِکَ قَبلَ مَقْتَلِهِ بِثَلٰثَةِ اَيَامٍ فَمَکَثَ اَصْحَابُ الْحُسَينِ عَلَيْهِ السَّلَام عُطَاشیٰ**۔ یہ حضرتؑ کی شہادت سے تین دن پہلے کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد سے اصحاب امام حسینؑ پیاسے رہے۔ (الاخبار الطوال، ص ۲۵۲)

(۳)

اب حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل حرمؑ اور اطفالؑ کو جو شدت عطش کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی اس کا مظاہرہ برابر ہوتا رہا، فطری تاثرات کی تحریک سے بھی اور دشمن کے جذبۂ انسانیت کی آزمائش اور دنیا کو اس کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے کا موقع دینے کے لئے بھی مختلف صورتوں سے۔

(۱)

کبھی بریر ہمدانی کی تقریر جو '**اَبْصَارُ الْعَيْنِ فِیْ اَنْصَارِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام**' میں ذیل کے الفاظ میں نقل کی گئی ہے: **لَمَّا بَلَغَ**

مِنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْعَطَشُ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَبْلُغَ اِسْتَأْذَنَ بُرِيْرُ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ اَنْ يُكَلِّمَ الْقَوْمَ فَوَقَفَ قَرِيْبًا مِنْهُمْ وَ نَادٰى اَنَّ اللّٰهَ بَعَثَ بِالْحَقِّ مُحَمَّداً بَشِيْراً وَ نَذِيْراً وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُنِيْرًا وَ هٰذَا مَاءُ الْفُرَاتِ تَقَعُ فِيْهِ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ وَ كِلَابُهَا وَ قَدْ حِيْلَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَفَجَزَآءُ مُحَمَّدٍ هٰذَا فَقَالُوْا يَا بُرِيْرُ قَدْ اَكْثَرْتَ الْكَلَامَ فَاكْفُفْ فَوَاللّٰهِ يُعْطَشُ الْحُسَيْنُ كَمَا عُطِشَ مَنْ كَانَ قَبْلَهٗ۔

جب امام حسینؑ کی پیاس اس انتہائی درجہ تک پہنچی جسے اللہ ہی جانتا ہے تو بریرؓ نے امام حسینؑ سے اجازت چاہی کہ وہ اس جماعت سے جاکر گفتگو کریں چنانچہ وہ جاکر ان کے نزدیک کھڑے ہوئے اور پکار کر کہا کہ اللہ نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو حق کی تبلیغ کے لئے بشیر ونذیر، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے دعوت دینے والا، اور چراغ روشن بنا کر بھیجا (تم ان ہی کا کلمہ پڑھتے ہو) اور یہ فرات کا پانی سامنے ہے کہ جس میں عراق کے سگ و خوک تک گرتے اور لوٹتے ہیں لیکن اس کو فرزند رسولؐ سے روک دیا گیا ہے۔ کیا حضرت محمد مصطفیٰؐ کا یہی صلہ تھا؟ ان لوگوں نے کہا اے بریر! بس تم بہت باتیں کر چکے، بخدا حسینؑ اسی طرح پیاسے رکھے جائیں گے جس طرح اس کے پہلے عثمان کو پیاسا رکھا جاچکا ہے۔

(۲)

کبھی حر نے جو فوج دشمن سے جدا ہو کر آیا تھا تھوڑی دیر کے قیام میں جو حضرت امام حسینؑ کے پاس ہوا اس تکلیف کا احساس کیا اور فوج دشمن کے سامنے جاکر وہ تقریر کی جسے مُجَدِّدُ مَذْهَبِ اِثْنَا عَشَرَ عَلٰى رَأْسِ الْقُرْاٰنِ اَلْحَادِيْ عَشَرَ علامہ مجلسی طاب ثراہ نے بحار الانوار میں حسب ذیل الفاظ میں درج فرمایا ہے: جَلَأْتُمُوْهُ وَ نِسَائَهٗ وَ صِبْيَتَهٗ وَ اَصْحَابَهٗ عَنْ مَآءِ الْفُرَاتِ الْجَارِيْ اَلَّذِيْ يَشْرَبُهُ الْيَهُوْدُ وَ النَّصْرَانِيُّ وَ تَمَرَّغُ فِيْهِ خَنَازِيْرُ السَّوَادِ وَ كِلَابُهٗ فَهَاهُمْ قَدْ هَدَمَهُمُ الْعَطَشُ بِئْسَمَا خَلَفْتُمْ مُحَمَّدًا فِيْ ذُرِّيَّتِهٖ لَا سَقَاكُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الظَّمَآءِ۔

تم نے حسینؑ کو ان کے اہلِ حرمؑ کو، ان کے بچوں کو اور ان کے اصحابؓ کو روک دیا ہے فرات کے بہتے ہوئے پانی سے جسے یہودی اور عیسائی تک پیتے ہیں اور عراق کے سور اور کتے جس کے اندر لوٹتے ہیں مگر ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ پیاس نے ان کو بے حال بنا رکھا ہے۔ کیا برا سلوک کیا ہے تم نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کے بعد ان کی اولادؑ سے۔ خدا تمہیں (قیامت والے) تشنگی کے دن میں سیراب ہونا نصیب نہ کرے۔

مذکورہ الفاظ میں صرف امام حسینؑ نہیں بلکہ ان کے اہلِ حرمؑ اور اطفالؑ اور ان کے ساتھ اصحابؓ کی بھی پیاس اور شدت تشنگی سے جاں بلب ہونے کا تذکرہ موجود ہے۔

(۳)

اس عطش کی تکلیف کا ایک مظاہرہ تھا جو اس صورت سے ہوا کہ جوان فرزند (علی اکبرؑ) میدان جہاد میں شجاعت کا حق ادا کر کے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خاص انداز میں اپنی پیاس کی شدّت کا اظہار کیا اور امام حسینؑ نے ایک خاص دردانگیز طریقہ پر نایابی آب کو ظاہر فرمایا۔ اس کے الفاظ مختلف ہیں۔ جناب سید ابن طاؤس "لہوف" میں تحریر فرماتے ہیں: رَجَعَ اِلٰى اَبِيْهِ وَ قَالَ يَا اَبَتِ اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِيْ وَ ثِقْلُ الْحَدِيْدِ قَدْ اَجْهَدَنِيْ فَهَلْ اِلٰى شَرْبَةٍ مِنَ الْمَاءِ سَبِيْلٌ فَبَكَى الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ وَ اغَوْثَاهُ يَا بُنَيَّ قَاتِلْ قَلِيْلًا فَمَا اَسْرَعَ مَا تُلْقِيْ جَدَّكَ مُحَمَّداً ﷺ فَيَسْقِيْكَ كَاسَهُ الْاَوْفٰى۔ علی اکبرؑ اپنے والد بزرگوار کے پاس واپس ہوئے اور کہا اے بابا پیاس نے مجھے مار ڈالا اور گرانی آہن نے مجھ کو خستہ حال کر دیا تو کیا تھوڑا سا پانی کہیں سے مل سکتا ہے؟ امام حسینؑ نے گریہ فرمایا اور کہا وائے بیکسی تھوڑی دیر اور جنگ کرو بہت جلد تم اپنے جد بزرگوار رسالتمآبؐ کی خدمت میں پہنچو گے اور وہ تم کو اپنے جام سے سیراب فرمائیں گے۔

علامہ مجلسی طاب ثراہ کے الفاظ یہ ہیں:-

رُوِيَ اَنَّهٗ قَتَلَ عَلٰى عَطَشِهٖ مِائَةً وَ عِشْرِيْنَ رَجُلًا ثُمَّ

رَجَعَ اِلٰی اَبِیْهِ وَقَدْ اَصَابَتْهُ جَرَاحَاتٌ کَثِیْرَۃٌ فَقَالَ یَا اَبَتِ اَلْعَطَشُ قَدْ قَتَلَنِیْ وَ ثِقْلُ الْحَدِیْدِ اَجْهَدَنِیْ فَهَلْ اِلٰی شَرْبَةٍ مِنْ مَآءٍ سَبِیْلٌ اَتَقَوّٰی بِهَا عَلَی الْاَعْدَاءِ فَبَکَی الْحُسَیْنُ علیہ السلام وَقَالَ یَا بُنَیَّ یَعُزُّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَعَلٰی اَنْ تَدْعُوْهُمْ فَلَا یُجِیْبُوْکَ وَ تَسْتَغِیْثَ بِهِمْ فَلَا یُغِیْثُوْکَ یَا بُنَیَّ هَاتِ لِسَانَکَ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ فَمَصَّهٗ وَدَفَعَ اِلَیْهِ خَاتِمَهٗ وَقَالَ اَمْسِکْهُ فِیْ فِیْکَ وَارْجِعْ اِلٰی قِتَالِ عَدُوِّکَ فَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنَّکَ لَا تُمْسِیْ حَتّٰی یَسْقِیَکَ جَدُّکَ بِکَأْسِهِ الْاَوْفٰی شَرْبَةً لَا تَظْمَأُ بَعْدَهَا اَبَدًا۔

(بحارالانوار جلد دہم)

روایت میں ہے کہ علی اکبرؑ نے باوجود اتنی پیاس کے ایک سوبیس آدمی قتل کئے پھر اپنے پدر بزرگوارؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حالت میں کہ بہت سے زخم ان کو آچکے تھے۔ کہا اے بابا پیاس نے مجھے مار ڈالا اور گرانی آہن نے تھکا دیا کوئی صورت ہے کہ ایک تھوڑا سا پانی پینے کو مل جائے جس سے مجھے دشمن کے مقابلہ میں قوت حاصل ہوجائے۔ امام حسینؑ روئے اور فرمایا اے بیٹا دشوار ہے رسولؐ اور علی مرتضیٰؑ پر اور مجھ پر کہ تم مدد چاہو اور ہم مدد نہ کرسکیں، اور تم فریاد کرو اور ہمیں فریاد رسی کا موقع نہ ملے۔ اے بیٹا اپنی زبان میرے منھ میں دو حضرت نے علی اکبرؑ کی زبان اپنے دہن میں لے لی۔ اور اپنی انگوٹھی علی اکبرؑ کو دی اور فرمایا اسے اپنے دہن میں رکھو اور دشمن سے جنگ کرنے کو واپس جاؤ مجھے امید ہے کہ شام نہ ہونے پائے گی کہ تمہیں تمہارے جد بزرگوارؐ اپنے جام سے سیراب فرمائیں گے، جس کے بعد کبھی پیاسے نہ ہوگے۔

(۴)

اطفال امامؑ کی عطش ہی کا دردناک منظر تھا جسے دیکھ کر حضرت ابوالفضل العباسؑ مشک لے کر پانی لینے کو گئے اور خود اپنی پیاس کا تقاضا تھا کہ دریا کے اندر پہنچ کر روز عاشور چلّو میں پانی لیا اس طرح کہ جیسے پینے کا ارادہ ہے اور پھر امام حسینؑ کی پیاس کی یادآوری تھی جس کی بنا پر وہ پانی ہاتھ سے پھینک دیا۔

علامہ مجلسی طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں:-

فَقَالَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام فَاطْلُبْ لِهٰؤُلَاءِ الْاَطْفَالِ قَلِیْلًا مِنَ الْمَاءِ فَذَهَبَ الْعَبَّاسُ وَ وَعَظَهُمْ وَحَذَّرَهُمْ فَلَمْ یَنْفَعْهُمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَخِیْهِ فَاَخْبَرَهٗ فَسَمِعَ الْاَطْفَالُ یُنَادُوْنَ اَلْعَطَشَ اَلْعَطَشَ فَرَکِبَ فَرَسَهٗ وَاَخَذَ رُمْحَهٗ وَالْقِرْبَةَ وَقَصَدَ نَحْوَ الْفُرَاتِ فَاَحَاطَ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ مِمَّنْ کَانُوْا مُوَکَّلِیْنَ بِالْفُرَاتِ وَرَمَوْهُ بِالنِّبَالِ فَکَشَفَهُمْ وَقَتَلَ مِنْهُمْ عَلٰی مَارُوِیَ ثَمَانِیْنَ رَجُلًا حَتّٰی دَخَلَ الْمَاءَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ یَّشْرَبَ غُرْفَةً مِنَ الْمَآءِ ذَکَرَ عَطَشَ الْحُسَیْنِ علیہ السلام وَاَهْلَ بَیْتِهٖ فَرَمَی الْمَاءَ۔۔۔۔الخ۔

امام حسینؑ نے فرمایا جاؤ اور ان بچّوں کے لئے تھوڑا سا پانی مانگو جناب عباسؑ گئے اور ان لوگوں کو نصیحت بھی کی اور ڈرایا بھی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ عباسؑ اپنے بھائی کی خدمت میں واپس آئے اور نتیجہ کی اطلاع دی اس کے بعد بچوں کی آواز کان میں آئی کہ وہ العطش العطش کی آواز بلند کررہے ہیں بس یہ سننا تھا کہ جناب عباسؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اپنا نیزہ لیا اور مشک لے لی اور فرات کی طرف متوجہ ہوئے۔ چار ہزار آدمیوں نے اس لشکر کے جو فرات پر مقرر تھے آکر گھیر لیا اور تیر برسانا شروع کئے آپ نے ان کو ہٹادیا اور جیسا کہ ایک روایت میں ہے اسی آدمی ان میں سے قتل کئے یہاں تک کہ فرات کے اندر پہنچ گئے۔ جب چاہا کہ چلو پانی کا پئیں امام حسینؑ اور ان کے اہل حرمؑ کی پیاس یاد آگئی، پانی ہاتھ سے پھینک دیا۔

(۵)

امامؑ اور آپ کے ساتھ آپ کے باوفا فرس کی تشنگی اور اس کے باوجود وفاداری کا ایک حیرت خیز مظاہرہ وہ بھی تھا جب تمام اعزا و اقربا و انصارؓ کی شہادت کے بعد خود امامؑ میدان جہاد میں تشریف لائے اور تلوار لے کر حملہ فرمایا، اور فوج دشمن منتشر ہوئی اس موقع پر علامہ مجلسی طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں:-

وَاَقْحَمَ الْفَرَسَ عَلیَ الْفُرَاتِ فَلَمَا اَوْلَغَ الْفَرَسَ بِرَاْسِہٖ یَشْرِبَ قَالَ اَنْتَ عَطْشَانُ وَاَنَاعَطْشَانُ وَاللّٰہِ لَااَذُوْقُ الْمَاءَ حَتّٰی تَشْرِبَ فَلَمَا سَمِعَ الْفَرَسُ کَلَامَ الْحُسَیْنِؑ مَالَ رَاْسَہٗ وَلَمْ یَشْرِبْ۔

حضرتؑ نے گھوڑا فرات میں ڈال دیا اور گھوڑے کے سر کو پانی کی طرف جھکادیا کہ وہ پانی پی لے اور فرمایا کہ تو بھی پیاسا ہے اور میں بھی پیاسا ہوں، مگر بخدا میں پانی کو چکھوں گا نہیں، جب تک تو نہ پی لے گا۔ جب گھوڑے نے امام حسینؑ کا کلام سنا اپنا سر اونچا کرلیا اور پانی نہیں پیا۔

(۶)

ایک مظاہرہ اسی عطش کا وہ بھی تھا جب آپ اتمام حجت کے لئے ایک ایک سے سوال آب کرتے تھے، اور دشمن اپنی بے رحمی سے انتہائی سخت ناگوار الفاظ میں آپ کے سوال کو رد کرتا تھا، یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں ایک دفعہ غیرت حق کو جوش آیا ہے اور اعجاز امامت سے دشمن پانی پانی کہتا ہوا ہلاک ہوا ہے۔

مجلسی طاب ثراہ فرماتے ہیں:-

وَجَعَلَ الْحُسَیْنُؑ یَطْلُبُ الْمَاءَ وَ شِمْرٌ لَعَنَہُ اللّٰہُ یَقُوْلُ وَاللّٰہِ لَا تَرِہٗ اَوْ تُرِدُالنَّارَ فَقَالَ لَہ رَجُلٌ اَلَاتَرٰی اِلٰی الْفُرَاتِ یَا حُسَیْنُ کَاَنَّہٗ بُطُوْنُ الْحَیَاتِ وَاللّٰہِ لَا تَذُوْقُہٗ اَوْ تَمُوْتُ عَطْشاً فَقَالَ الْحُسَیْنُؑ اَللّٰھُمَّ اَمِۃْ عَطْشَاناً قَالَ وَاللّٰہِ لَقَدْ کَانَ ھٰذَالرَّجُلُ یَقُوْلُ اِسْقُوْنِی مَاءً لِیُوْتٰی بِمَاءٍ فَیَشْرِبَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِنْ فِیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اِسْقُوْنِی قَتَلَنِی الْعَطَشُ فَلَمْ یَزَلْ کَذَالِکَ حَتیٰ مَاتَ۔

امام حسینؑ پانی طلب فرمانے لگے اور شمر ملعون جواب میں کہنے لگا، بخدا تم پانی نہیں حاصل کرسکتے، مگر یہ کہ (معاذ اللہ) آگ تک پہنچو۔ ایک شخص نے کہا کیوں حسینؑ! فرات کی طرف نہیں دیکھتے ہو، یوں چمک رہی ہے جیسے سانپ کا پیٹ، بخدا تم اس پانی کو نہیں چکھ سکتے سوائے اس کے کہ پیاس سے مرجاؤ۔ امام حسینؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ خداوندا اسے پیاسا ہی دنیا سے اٹھا۔ راوی کہتا ہے کہ بخدا اس شخص کی یہ حالت تھی کہ وہ کہتا تھا کہ مجھے پلاؤ۔ پانی پلایا جاتا تھا وہ پیتا تھا اتنا کہ منہ سے پانی اگلنے لگتا تھا پھر کہتا تھا کہ پانی پلاؤ مجھے پیاس نے مار ڈالا۔ یہی اس کی حالت تھی یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

(۷)

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد مصائب امام حسینؑ کے تذکرہ کو قائم رکھنے والے، اور اس غم کو زندہ رکھنے والے، وہ اہل حرمؑ تھے جنھیں حضرتؑ اپنے مقصد شہادت کی تکمیل کے لئے اپنے ساتھ لائے تھے اور ان کی سرگروہ جناب زینب سلام اللہ علیہا تھیں۔ آپ نے شہادت امامؑ کے دوسرے ہی دن گیارہویں محرم کو مقتل شہداؑ سے اپنے مظلوم بھائی، اور دوسرے عزیزوں کے لاشوں کی طرف سے گزرنے کی حالت میں جو مرثیہ پڑھا ہے وہ اب تک محفوظ ہے۔ اس مرثیہ میں آپ نے فہرست مصائب میں پیاس کا مستقل حیثیت سے تذکرہ کیا ہے۔ فرماتی ہیں:۔

بِاَبِی اَلْمَھْمُومُ حَتّٰی قَضٰی

بِاَبِی الْعَطْشَانُ حَتّٰی مَضٰی

میرا باپؑ نثار اس پر جو مرتے دم تک رنج اٹھاتا رہا۔ میرا باپؑ فدا اس پر جو آخر وقت تک پیاسا رہا۔ سید ابن طاؤس نے ''لہوف'' میں اور علامہ مجلسیؒ نے بحار میں ان فقرات کو نقل کیا ہے۔

(۸)

اسی کا نتیجہ تھا کہ اس مصیبت کا احساس عزیزوں سے اور حاضر الوقت افراد سے، آگے بڑھ کر غیروں تک پہنچا اور انھوں نے جب مصیبت سید الشہداؑ پر اظہار تاثرات کیا تو پیاس کا خاص طور پر ذکر کیا۔ علامہ سید ابن طاؤسؒ تحریر فرماتے ہیں:-

رُوِیَ اَنَّ بَعْضَ فُضَلَاءِ التَّابِعِیْنَ لَمَّا شَاھَدَ رَاْسَ الْحُسَیْنِؑ بِالشَّامِ اَخْفٰی نَفْسَہٗ شَھْرًا مِنْ جَمِیْعِ اَصْحَابِہٖ فَلَمَّا وَجَدُوْہُ بَعْدَ اَنْ فَقَدُوْہُ سَاَلُوْہُ عَنْ سَبَبِ ذَالِکَ فَقَالَ لَاتَرَوْنَ مَانَزَلَ بِنَا وَاَنْشَایَقُوْلُ۔

جَآئَ بِرَاْسِکَ یٰاِبْنَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ

مُتَرَ مِّلاً بِدِ مَآئِہٖ تَزْمِیْلاً

تابعین کے طبقے میں سے ایک فاضل شخص نے جب امام حسینؑ کے سر کو شام میں دیکھا تو مہینہ بھر تک اپنے تمام ساتھیوں سے وہ روپوش ہوگئے۔لوگوں نے جب ڈھونڈھ کر ان سے ملاقات کی اور اس روپوشی کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا تم دیکھتے نہیں ہم پر کیا مصیبت پڑ گئی اور یہ اشعار پڑھے اے رسولؐ کے نواسے آپ کا سر یہ لوگ لائے ہیں۔اس طرح کہ وہ سراسر خون میں آغشتہ ہے۔ان ہی اشعار میں ایک شعر یہ تھا کہ ؎

قَتَلُوکَ عَطْشَاناً وَلَمَّا یَرْقُبُوا

فِی قَتْلِکَ التَّاوِیْلَ وَالتَّنْزِیْلَا

ان لوگوں نے آپ کو پیاسا شہید کیا اور آپ کو قتل کرنے میں تاویل و تنزیل قرآن کا کوئی پاس ولحاظ نہیں کیا۔

علامہ سیّد محسن عالمی تحریر فرماتے ہیں کہ ان بزرگ کا نام خالد بن معدان تھا۔

('اِقْنَاعُ اللَّائِمِ عَلٰی اِقَامَۃِ الْمَاتَمِ' مطبوعۃ صیدا، ص ۱۵۳)

ظاہر ہے کہ یہ وقت وہ تھا جب اہل حرمؑ بھی اسیر تھے، دشمنوں کا ظلم و تشدد اپنی پوری طاقت پر تھا اور واقعات کربلا کے تذکرہ کی اشاعت آزادی کے ساتھ ممکن نہ تھی۔پھر ''پیاس'' کی مصیبت کا تذکرہ اتنا بھی پھیل چکا تھا کہ دمشق کے غیر متعلق اشخاص بھی اس سے واقف ہوگئے تھے۔

یہ بھی کھلی ہوئی بات ہے کہ دمشق میں سر مبارک آغشتہ بخون لایا جانا، جس کا ذکر پہلے شعر میں ہے یہ تو مشاہدہ سے معلوم ہوسکتا تھا، لیکن پیاسا شہید ہونا جو کربلا کا واقعہ تھا، شام میں سماعی اطلاعات کے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا تھا، اور یہ اطلاعات دوستوں ہی کی زبان سے نہیں، بلکہ خود دشمنوں کی زبان سے مشہور ہوئے تھے۔

(۹)

یہ مصیبت اتنی متواتر، مسلّم اور قطعی تھی کہ دشمن کے سامنے مقام احتجاج میں پیش کی جاتی تھی اور اسے انکار کی گنجائش نہ تھی۔

چنانچہ واقعہ کربلا کے بعد ابن عباسؓ نے ایک خط لکھا ہے یزید کو جسے ابن کثیر نے 'کامل' میں شقیق بن سلمہ کی روایت سے درج کیا ہے، اور دوسرے اہل سیر و اخبار نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اس طولانی خط میں حسب ذیل الفاظ بھی موجود ہیں:-

قَدْ قَتَلْتَ حُسَیْناً وَفِتْیَانَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ مَصَابِیْحَ الْھُدٰی وَنُجُوْمَ الْاَعْلَامِ غَاوَرَتْھُمْ خُیُولُکَ بِاَمْرِکَ فِیْ صَعِیْدٍ وَاحِدٍ مُرَمَّلِیْنَ بِالدِّمَاءِ مَسْلُوبِیْنَ بِالْعَرَاءِ مَقْتُولِیْنَ بِالظَّمَاءِ۔ (اقناع اللائم، ص ۱۷۰)

تو نے امام حسینؑ کو اور جوانان خاندان عبدالمطلبؑ کو جو ہدایت کے چراغ اور علم و معرفت کے ستارے تھے۔قتل کر دیا، تیرے سپاہیوں نے تیرے حکم سے ایک میدان میں انہیں یوں چھوڑا کہ وہ خون میں آغشتہ، لباس سے عریاں اور پیاس کے ساتھ قتل کئے ہوئے تھے۔

(۱۰)

امام زین العابدینؑ جو اپنے باپ کو واقعۂ کربلا کے بعد عمر بھر روتے رہے اور ان کی تمام زندگی مصائب حسینی کی یاد قائم رکھنے کے لئے ایک مرقع غم بنی ہوئی تھی، انہوں نے بھی خصوصیت سے امام حسینؑ کی پیاس کو برابر یاد کیا۔

علامہ سید بن طاؤسؒ تحریر فرماتے ہیں:-

عَنِ الصَّادِقِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اَنَّ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَام بَکٰی عَلٰی اَبِیْہِ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً صَائِماً نَھَارَہٗ وَقَائِماً لَیْلَہٗ فَاِذَا اَحْضَرَ الْاِفْطَارَ جَاءَ غُلَامُہٗ بِطَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ فَیَضَعُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ فَیَقُولُ کُلْ یَا مَوْلَایَ فَیَقُولُ قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللّٰہِ جَائِعاً قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللّٰہِ عَطْشَاناً۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ امام زین العابدینؑ اپنے پدر بزرگوار کو چالیس برس روئے درحالیکہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نمازیں پڑھتے تھے۔جب افطار کا وقت آتا تھا اور آپ کا غلام کھانا اور پانی لے کر حاضر ہوتا تھا اور آپ کے سامنے رکھتا

تھا اور عرض کرتا تھا کہ نوش فرمایئے تو حضرتؑ فرماتے تھے افسوس رسولؐ کا فرزند بھوکا شہید ہوا، رسولؐ کا فرزند پیاسا شہید ہوا۔

(۱۱)

امام جعفر صادقؑ کا عہد شعائر تشیع کی اشاعت کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے۔ اس وقت جہاں ذکر امام حسینؑ، اقامت مجالس، گریہ و بکا وغیرہ کی طرف دعوت دینے میں اہتمام کیا گیا، خصوصیت سے عطش امام حسینؑ کی یاد قائم رکھنے کے لئے بھی ارشاد و ہدایت ہوئی۔

علامہ مجلسی طاب ثراہ تحریر فرماتے ہیں:-

عَنْ دَاوُدَ الرِّقِّی قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِی عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَام اِذَا سْتَسْقَی الْمَاءَ فَلَمَّا شَرِبَہُ رَاَیْتُہُ قَدِ اسْتَعْبَرَ وَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاہُ بِدُمُوْعِہٖ ثُمَّ قَالَ لِیْ یَا دَاوُدُ لَعَنَ اللّٰہُ قَاتِلَ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام فَمَا مِنْ عَبْدٍ شَرِبَ الْمَاءَ فَذَکَرَ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَام وَلَعَنَ قَاتِلَہٗ اِلاَّ کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِائَۃَ اَلْفِ حَسَنَۃٍ۔۔۔ الخ۔

داؤد رقی کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں تھا۔ آپ نے پانی مانگا۔ جب نوش فرمایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ پھر فرمایا اے داؤد خدا امام حسینؑ کے قاتل پر لعنت کرے جو بندہ مومن پانی پی کر امام حسینؑ کو یاد کرے اور حضرتؑ کے قاتل پر لعنت کرے خداوند عالم ایک لاکھ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے۔

(۱۲)

قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباسؑ کی اولاد میں فضل بن محمد بن فضل بن حسن بن عبیداللہ بن عباس تھے جنہوں نے اپنے جد بزرگوار جناب عباسؑ کا ایک مرثیہ کہا ہے، اس میں پیاس کا خاص طور پر تذکرہ ہے۔

اِنِّی لَاَ ذْکُرُ لِلْعَبَّاسِ مَوْقِفَہٗ
بِکَرْبَلَاءِ وَھَامَ الْقَوْمَ یَخْتَطِفُ
یَحْمِیِ الْحُسَیْنَ عَلَیْہِ السَّلَام وَ یُحَمِّیْہِ عَلٰی ظَمَاءٍ
وَلَا یُوَلِّی وَلَا شَیَّنِی فَیَخْتَلِفُ

(یعنی) مجھے یاد آتا ہے عباسؑ کا منظر کربلا میں جب کہ دشمنوں کے سروں کو وہ جھپٹ جھپٹ کر اڑا رہے تھے۔ حسینؑ کی نصرت و حمایت کر رہے تھے پیاس کے عالم میں، اور ذرہ بھر میدان سے پیچھے نہ ہٹتے تھے۔

(ابصار العین، مطبوعہ نجف، ص ۱۳۱، واقباع اللائم، مطبوعہ صیدا، ص ۱۶۳)

(۱۳)

امام رضا علیہ السلام کے دربار میں دعبل خزاعی نے جو مرثیہ پڑھا اس کے پہلے شعر میں اس مصیبت کا تذکرہ موجود ہے:-

اَفَاطِمُ لَوْخَلْتِ الْحُسَیْنَ مَجُدَّلاً
وَقَدْ مَاتَ عَطْشَاناً بِشَطِّ فُرَاتٍ

''اے حضرت فاطمہ زہراؑ! آپ حسینؑ کو دیکھتیں خاک و خون میں آلودہ اس حالت میں کہ وہ نہر فرات کے کنارے پیاسے دنیا سے گئے تھے۔''

آگے بڑھ کر اس مرثیہ میں یہ دو شعر ہیں:-

قُبُوْرٌ بِجَنْبِ النَّھْرِ مِنْ اَرْضِ کَرْبَلَا
مَعْرَّمِنْھُمْ فِیْھَا بِشَطِّ فُرَاتٍ
قَوَفُّوا عُطَاشٰی بِالْفُرَاتِ فَلَیْتَنِی
تَوَفَّیْتُ فِیْھِمْ قَبْلَ حِیْنَ وَ فَاتِی

نہر فرات کے کنارے زمین کربلا پر کچھ قبریں ہیں۔ وہ دنیا سے جانے والے پیاسے فرات کے کنارے اٹھ گئے کاش میں بھی ان کی نصرت میں اپنی جان نثار کرتا۔

(۱۴)

دعبل کا ایک اور مرثیہ ہے جس کا مطلع یہ ہے:-

ھَلَّا بَکَیْتَ عَلَی الْحُسَیْنِ عَلَیْہِ السَّلَام وَاَھْلَہٗ
ھَلاَّ بَکَیْتَ لِمَنْ بَکَاہُ مُحَمَّدٌ

(یعنی) کیوں نہیں روتے تم حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو، کیوں نہیں روتے اس کو جس پر حضرت محمد مصطفیؐ نے گریہ فرمایا۔

اس مرثیہ میں آگے بڑھ کر وہ کہتے ہیں:-

كَيفَ الْقَرَارُ وَ فِي السَّبا يَا زَيْنَبُ
تَدْعُو بِفَرْطِ حَرَارِهِ يَا اَحْمَدُ
يَا جَدُّ اَنَّ الْكَلْبَ يَشْرِبُ اٰمِناً
رَيًّا وَ نَحْنُ عَنِ الْفُرَاتِ نَطْرُدُ

کس طرح قرار آئے جب کہ قیدیوں میں زینبؑ ایسی معظّمہ ہوں اور انتہائی سوزش دل سے پکار رہی ہوں اے محمد مصطفیؐ اے نانا! پانی کتے تک اطمینان سے پئیں خوب سیراب ہوکر اور ہم فرات سے روک دیئے جائیں!!

(۱۵)

چوتھی صدی ہجری کا زمانہ وہ ہے جب سلاطین دیالمہ وغیرہ کا اقتدار تھا اور شعرائے اہلبیتؑ کثرت سے پیدا ہوگئے تھے۔ اب امام حسینؑ کا تذکرہ ہرلب پر تھا اور اس تذکرہ میں تشنگی کا بیان ضرور ہوتا تھا۔

ایک طرف اشعرالطالبین سید رضی طاب ثراہ امام حسینؑ کے غم میں مرثیہ کہتے ہیں جس کا مطلع ہے:-

كَرْبَلاَ لاَزَلْتَ كَرْبٌ وَ بَلاَ
مَالَقٰى عِنْدَكَ اٰلُ الْمُصْطَفىٰ

اس میں فرماتے ہیں:-

لَمْ يَذُوْقُوالْمَاءَ حَتّٰى اِجْتَمَعُوا
بِحَدِّى السَّيفِ عَلىٰ وَرِ الرَّدىٰ

''کربلا کے شہیدوںؑ کو پانی کا ایک قطرہ نہیں ملا، یہاں تک کہ وہ سب تلواروں کی دھار سے گزر کر موت کے گھاٹ پر پہنچے۔''

دوسری طرف کافی الکفاہ صاحب ابن عباد کہتے ہیں:-

مَنَعَهُ شُرْبَتَهُ وَا
يُطَيِّرُ قَدْ اَرَوَتْ صَدَاهَا

''ان ظالموں نے امام حسینؑ پر پانی بند کر دیا حالانکہ طائر تک پیاس اپنی بجھا رہے تھے''۔

اسی دور کے ایک مشہور شاعر راہیؔ تھے۔ ان کے اشعار ہیں۔''

لَسْتُ اَنْسِى النِّسَاءَ فِي كَرْبَلاَ
وَحُسَيْنٌ ظَامَ فَرِيْدًا وَحِيداً
سَاجِداً يَلْثَمُ الثَّرىٰ وَعَلَيهِ
قَضْبُ الهِنْدِ رَكَعَ وَ سَجَدَ
يِطْلُبَ الْمَآءَ وَالْفُرَاتُ قَرِيْبٌ
وَيَرَى الْمَآءَ وَهُوَ عَنْهُ بَعِيدٌ

''کربلا کا وہ دردناک منظر نہیں بھولتا جب حسینؑ پیاسے تھے اور یکہ وتنہا تھے وہ زمین پر سجدۂ خالق میں جھکے ہوئے تھے اور تلواریں ان پر رکوع وسجود کررہی تھیں۔ وہ پانی مانگ رہے تھے اور فرات ان سے قریب تھی مگر پانی ان سے بہت دور نظر آتا تھا۔''

اسی دور کے ایک شاعر موسیٰ نے کہا ہے:-

لَهْفِى عَلَى السِّبْطِ وَمَانَالَهُ
قَدْمَاتَ عَطْشَانَا بِكَرْبِ الظَّمَا

''مجھے افسوس ہے رسولؐ کے نواسےؑ کا جو پیاسا تشنگی کی تکلیف میں دنیا سے اٹھ گیا۔''

انہی کا دوسرا شعر ہے:-

اَذُوقُ اَرَى الْمَاءَ وَابْنُ مُحَمَّدٍ عليه السلام
لَمْ يَرَوْ حَتّٰى لِلْمَنُونِ اَذِيْقًا

''کیا میں پانی سے سیراب ہوں اور رسولؐ کا فرزندؑ پانی سے سیراب نہ ہوا یہاں تک کہ موت کے ساغر سے اس کی پیاس بجھائی گئی۔''

ایک اور شعر ہے:-

وَجَاءَ شِمْرُ اِلَيهِ حَتّٰى
جَرَّ عَهُ الْمَوتُ وَهُوَ صَادٌ

''شمر آیا ان کے قریب یہاں تک کہ ان کو موت کا ساغر پلا یا درانحالیکہ وہ پیاسے تھے۔''

عوفی شاعر نے کہا ہے:-

يَا بِاَبِى اَنْفُسُ ظَمَاهُ
مَاتُوا وَلَمْ يَشْرِبُوا الْمُبَاهَا

(بقیہ--------------صفحہ ۱۴۱ پر)